اعلیٰ حضرت مجدِدِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلْمَلْفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ
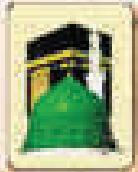
معروف بہ

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفٰی رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

نام کتاب: **الملفوظ**

پیش کش: مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیّۃ

سِنِ طَباعت: 12 جُمادَی الْاُخریٰ 1430ء، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: **مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنہ** فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net

E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: **توکُّل** ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔(فتاوٰی رضویہ ج ۲۴ ص ۳۷۹) **یعنی** اسباب ہی کی چھوڑ کر دینا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

زمانۂ رسالت میں تجدیدِ بیعت

عرض: حضور کے زمانے میں بھی تجدیدِ بیعت ہوتی تھی؟

ارشاد: خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سَلَمَہ اِبنِ اَکوَع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی۔ جہاد کو جارہے تھے، پہلی بار فرمایا (تو) سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ تھوڑی دیر بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) نے فرمایا: ''سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم بیعت نہ کروگے؟'' عرض کی: ''حضور ابھی کرچکا ہوں!'' فرمایا: ''وَ اَیضًا، پھر بھی۔'' انہوں نے پھر بیعت کی۔ اَخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے، پھر ارشاد ہوا: ''سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم بیعت نہ کروگے؟'' عرض کی یَارَسُولَ اللّٰہ! (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) میں دو بار بیعت کرچکا۔ فرمایا: وَ اَیضًا پھر بھی۔ غرض ایک جلسہ میں سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے تین بار بیعت لی۔ (ملتقطا، صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب غزوة ذی قرد، الحدیث ۱۸۰۷، ص ۱۰۰۰)

اُن پر تاکیدِ بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ (یعنی پیدل) جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمعِ کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔

400 کفّار کا تن تنہا مقابلہ کرنے والے

ایک بار عبد الرحمٰن فزاری کہ کافر تھا، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُونٹوں پر آپڑا، چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جاکر ایک آواز تو دی کہ یَا صَبَاحَاہ یعنی دُشمن ہے،[1] مگر اِس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں، کوئی آتا ہے یا نہیں، تنہا اُن کافروں کا تعاقب (یعنی پیچھا) کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے، وہ سوار تھے اور یہ پیادہ (یعنی پیدل) مگر نبوی مردان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے سے انہیں بھاگتے ہی بنی۔ اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رَجز پڑھتے جاتے ہیں۔[2]

اَنَا سَلَمَةُ ابْنُ الْاَکْوَعِ وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعِ

(میں سلمہ بن اَکوع ہوں اور تمہاری ذلت وخواری کا دن ہے۔)

---

[1]: یہ مدد طلب کرنے کا ایک طریقہ ہوتا تھا۔ (فتح الباری، ج۷، ص ۳۹۲)

[2]: جنگ میں پڑھے جانے والے وہ فخریہ اشعار جن میں سپاہی کی بہادری اور اس کے حسب نسب کی تعریف ہوتی ہے۔ امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے شرح مسلم ج ۱۲، ص ۱۷۴ پر لکھا ہے کہ اپنی تعریف کیلئے اس قسم کا کلام جنگ کے دوران کہنا جس سے اس کی بہادری ظاہر ہو اور دشمن پر رعب طاری ہو، جائز ہے۔

ایک ہاتھ گھوڑے کی کُونچوں (ٹخنے کے نیچے موٹے پٹھوں) پر مارتے وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے، دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا۔ گھوڑوں پر سے اپنے اَسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہوکر زیادہ بھاگیں۔ یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رَجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اُس کے قریب دوسری پہاڑی پر اِنہوں (یعنی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آرام فرمایا۔ دن ہونے پر وہ (یعنی کفّار) اُتر کر چلے، وہ (یعنی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُسی طرح اُن کے پیچھے اور وہی رَجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اُٹھی۔ یہ قتل وتعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے، اندیشہ ہوا کہ مبادا (یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ) کفار کی مدد آئی ہو۔ جب دامنِ گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوقتادہ مع بعض دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لارہے ہیں۔ اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

(ملخصًا،صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب غزوة ذی قرد، الحدیث۱۸۰۷، ص ۱۰۰۰)

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''**فارِسُ رسولِ اللّٰہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کہا جاتا تھا۔ یعنی لشکرِ حضور کے سوار، جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''**رَاجِلُ رَسُوْلِ اللّٰہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' یعنی لشکرِ اقدس کے پیادے۔

(ملخصًا،الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، باب حرف الحا، حارث بن ربعی سلمی، ج۱، ص۳۵۳)

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہِ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) میں ''اَسَدٌ مِنْ اُسُدِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ'' فرمایا: **اللّٰہ** ورسول (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے شیروں میں سے ایک شیر۔

اُن کو اِس جہاد کی خبر اُن کے گھوڑے نے دی، تھان (یعنی اصطبل) پر بندھا ہوا چمکا (یعنی جوش میں آکر بھڑکا)۔ اُنہوں نے چُمکارا پھر چمکا۔ فرمایا: **واللّٰہ** کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کَس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں؟ باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تُو جانتا ہے چل، گھوڑا اُڑا اور یہاں لے آیا۔

اس عبدالرحمٰن فزاری سے پہلے کسی لڑائی میں اُن سے وعدۂ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اُس کے اِس پورا ہونے کا آیا۔ وہ پہلوان تھا اس نے کُشتی مانگی۔ اُنہوں نے قبول فرمائی، اس محمدی شیر نے خوکِ شیطان (یعنی شیطانی خنزیر) کو دے مارا، خنجر لے

کر اُس کے سینے پر سوار ہوئے۔ اُس نے کہا: ''میری بی بی کے لیے کون ہوگا؟'' فرمایا: ''نار (یعنی آگ)'' اور اُس کا گلا کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اَسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے، سب لاکر حاضرِ بارگاہِ انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کیا۔

وَجد کا شرعی حکم

عرض: مجلسِ سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں (اور) ''سماع جائز'' ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر وجد صادِق (یعنی سچا) ہے اور حال غالب اور عقل مستور (یعنی زائل) اور اِس عالَم سے دُور تو اُس پر تو قلم ہی جاری نہیں ع

کہ سلطان نگیرد خراج از خراب

(یعنی بادشاہ تباہ حال لوگوں سے خراج نہیں لیتا۔ت۔)

اور اگر بہ تکلُّف وجد کرتا ہے تو ''تَثَنِّی اور تَکَسُّر'' یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اِس کے اگر رِیا و اِظہار کے لیے ہے تو جہنم کا مستحق ہے۔ اور اگر صادِقین کے ساتھ تَشَبُّہ بہ نیتِ خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حَسَن و محمود ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ — جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اُنہیں میں سے ہے۔ت

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، الحدیث ۴۰۳۱، ج۴، ص۶۲)

اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا — اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

(اگر تم صادِقین میں سے نہ ہو تو ان کی مشابہت ہی اختیار کرلو کیونکہ اچھوں کی مشابہت میں کامیابی ہے۔ت)

تنہائی میں بھی رِیاکاری ممکن ہے؟

عرض: اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا؟

ارشاد: یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیرِ خدا ہے۔

ملفوظات
مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
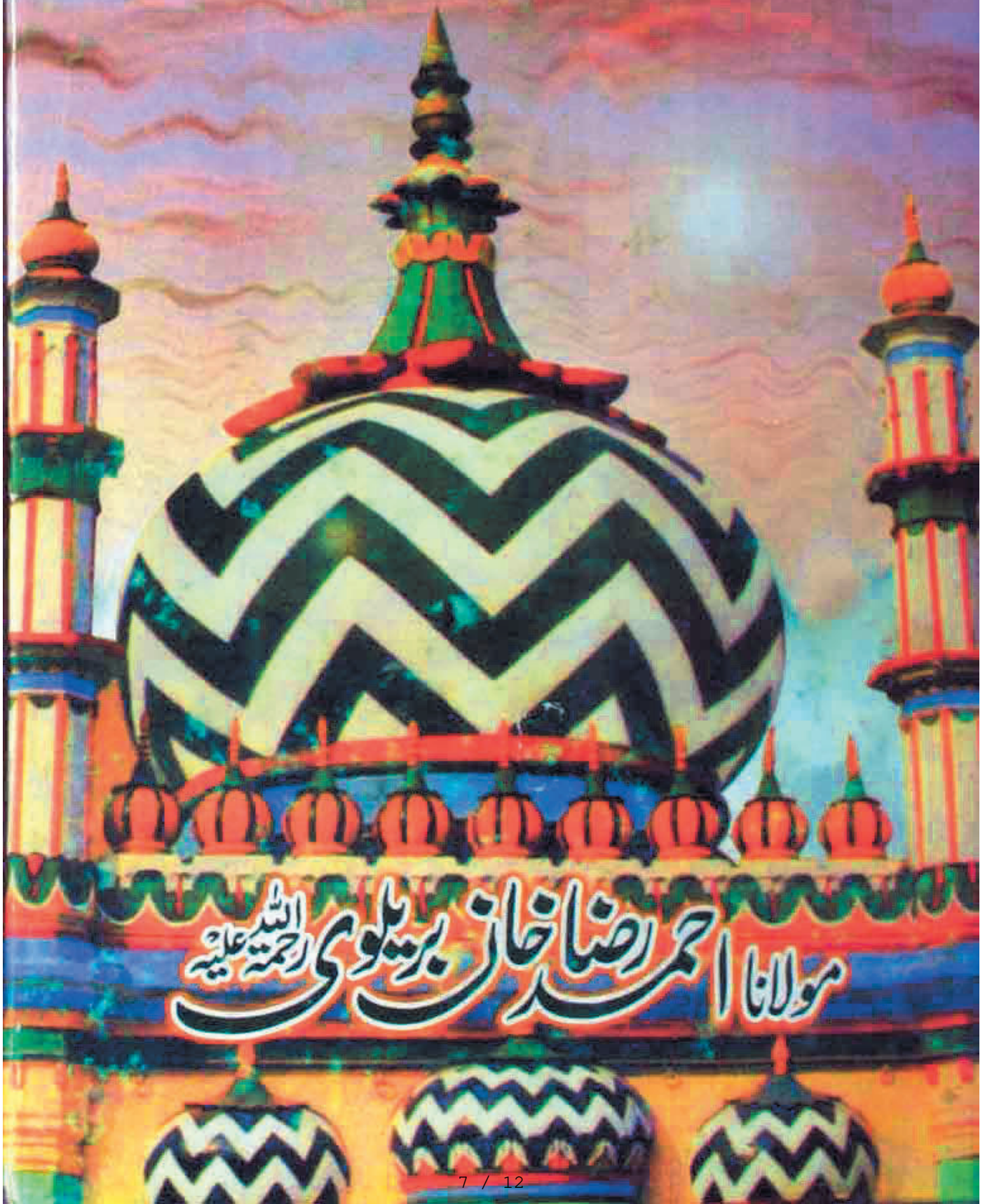
کنز الایمان۔ فتاویٰ رضویہ۔ احکام شریعت۔ حدائق بخشش۔ الامن والعلیٰ۔
شمع شبستانِ رضا جیسی شاہکار کتابوں کے مصنف
مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی شاہکار تصنیف

ملفوظات

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

ناشران

بک کارنر پرنٹرز پبلشرز مین بازار جہلم

فون نمبر دوکان: 624306 فون نمبر رہائش: 614977
ای میل: Bookcornerjm@yahoo.co.in

نام کتاب .... ملفوظات

مصنف .... مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

سرورق .... امر شاہد

مطبع .... فرینڈز پرنٹرز، جہلم

ہدیہ .... -/[illegible] روپے

ملنے کا پتہ

کتب خانہ شانِ اسلام، اُردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ، اقراء سنٹر اُردو بازار لاہور

شبیر برادرز، اُردو بازار لاہور

علم وعرفان پبلشرز، اُردو بازار لاہور

خزینہ علم وادب، اُردو بازار لاہور

رحمٰن بک ہاؤس، اُردو بازار کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

ادارۃ الانور، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ، شاہ زیب ٹیرس (کتاب مارکیٹ) اُردو بازار کراچی

طرف خوش خوش آ رہے ہیں۔ ہاتھ میں ایک بہت طویل کاغذ ہے وہ مجھے دکھانے لائے اور کہتے ہیں نو باتیں بہت ہی اعلیٰ درجہ پر قبول ہوئیں، تفصیل نہ معلوم ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

عرض: حضور طلب اور بیعت میں کیا فرق ہے؟

ارشاد: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا: بیعت اس شخص سے کرنا چاہئے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی:

اولاً: سنی صحیح العقیدہ ہو۔

ثانیاً: کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل سے نکال سکے۔

ثالثاً: اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

رابعاً: فاسق معلن نہ ہو،

(اسی سلسلۂ بیان میں ارشاد ہوا کہ:)

لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں، بیعت کے معنے نہیں جانتے۔ بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا: اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں۔ ان مرید نے عرض کی: یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے، اور ان کو نکال لیا۔

عرض: حضور کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔

ارشاد: خود حضور اقدس ﷺ نے ابن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جا رہے تھے۔ پہلی بار فرمایا: سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا: سلمہ تم بیعت نہ کرو گے۔ عرض کی: حضور ابھی کر چکا ہوں، فرمایا وایضاً: پھر بھی۔ انھوں نے پھر بیعت کی۔ آخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے، پھر ارشاد ہوا: سلمہ تم بیعت نہ کرو گے۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں دوبارہ بیعت کر چکا۔ فرمایا وایضاً پھر بھی! غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی، ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے

نزدیک کچھ نہ تھا۔ ایک بار عبدالرحمٰن فزاری کہ کافر تھا، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے اونٹوں پر آ پڑا، چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا، (اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا) سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں، تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے، وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مددان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے انہیں بھاگتے ہی بنی۔ اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔ انا سلمۃ ابن الاکوع والیوم یوم الرضع: میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت خواری کا دن ہے۔ ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے، دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہو گیا۔ گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر بھاگیں ے۔ یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انھوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اُتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی، یہ قتل و تعاقب کرتے کرتے تھک گئے، اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو۔ جب دامن گرد پھٹا، تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوقتادہ مع دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں۔ اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول ﷺ کہا جاتا تھا۔ یعنی لشکر حضور کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجل رسول اللہ ﷺ یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ و رسولہ فرمایا: اللہ و رسول کے شیروں میں سے ایک شیر، ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی، تھا ان پر بندھا ہوا چکا۔ فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کس کر سوار ہوئے۔ اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں: باگ چھوڑ دی اور کہا: جدھر تو جانتا ہے چل۔ گھوڑا اُڑا اور یہاں لے آیا۔

اس عبدالرحمٰن فزاری سے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اس کے اس پورا ہونے کا آیا۔ وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی، انہوں نے قبول فرمائی، اس محمدی شیر نے خوک

شیطان کو دے مارا، خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے۔ اس نے کہا: میری بی بی کے لئے کون ہوگا! فرمایا: نار، اور اس کا گلا کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جا بجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے، سب لا کر حاضر بارگاہِ انور کیا۔

عرض: مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر وجد صادق ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں۔

کہ سلطان نگیرد خراج از خراب

اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تثنّی اور تکسر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انہیں میں سے ہے۔

اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا　　اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

عرض: اگر کوئی تنہا خشوع کے لئے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا۔

ارشاد: یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیر خدا ہے یہاں ایک حدیث وہابی کش بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے۔ عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرمائے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے۔ انھیں دیکھا کہ جا بجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا۔ صدیق نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْمَعْتُ مَنْ اُنَاجِیْهِ